پندِ پیرِ دانا

مولانا محمد ازہر
مدیر ماہنامہ الخیر ملتان

ان دنوں جامعہ خیر المدارس ملتان میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے سالانہ امتحانات کے پرچوں کی تفتیش (مارکنگ) کا کام جاری ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار طلبہ وطالبات کے ساتھ لاکھ چوالیس ہزار پرچوں کی جانچ پڑتال اور نتائج کی ترتیب وتکمیل کے لیے چار سو مدرسین، اکابر اساتذہ اور کارکنان شب وروز مصروف عمل ہیں۔ نماز فجر سے شروع ہونے والا یہ انتہائی توجہ طلب اور ذہنی وجسمانی محنت کا متقاضی عمل رات کے ایک بجے تک جاری رہتا ہے۔ پورا سال تدریسی خدمات انجام دینے والے جید اساتذہ ومدرسین تعطیلات کے ان ایام میں راحت وآرام اور تفریحی اسفار کی بجائے بیس بیس گھنٹے مسلسل مصروف رہتے ہیں۔ سرکاری تعلیمی اداروں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا مراعات یافتہ تدریسی عملہ شاید اس محنت وجفاکشی کا صحیح اندازہ نہ لگا سکے جو ان بوریانشیں علماء ومدرسین کا عمر بھر کا معمول ہے۔ بقول مفکر اسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ یہ حضرات کولہو کے بیل کی طرح چوبیس گھنٹے اپنے کام میں جتے رہتے ہیں اور کولہو کے یہ بیل دنیوی تعلیمی اداروں میں نہیں پائے جاتے جہاں ہلکے پھلکے دو تین مضامین پر لیکچر دینے کے بعد ''پروفیسر صاحب'' اپنے فرائض یومیہ سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

عام حضرات کو شاید مشکل سے یقین آئے کہ یہ چار صد مدرسین دس سے پندرہ دن کی معمولی مدت میں سات لاکھ چوالیس ہزار پرچوں پر نمبر لگاتے ہیں، فہرستیں مرتب کرتے ہیں اور ممتحنین اعلیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں جو کہنہ مشق، تجربہ کار اور ماہر اساتذہ ہوتے ہیں۔ یہ حضرات ان پرچوں میں سے اپنی صوابدید کے مطابق جتنے پرچوں پر چاہیں نظر ثانی کر سکتے ہیں اور نمبر لگانے والوں کو از سر نو مارکنگ یا تفتیش کا حکم بھی دے سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ وفاق المدارس کے تحت ہونے والے امتحانات کی طرح اس کا نظام نتائج بھی انتہائی منظم، محفوظ اور مثالی ہے۔ سرکاری تعلیمی بورڈز طلبہ کی اتنی تعداد کے نتائج مرتب کرنے میں کم از کم تین ماہ خرچ کرتے ہیں جبکہ دینی مدارس کے یہ اساتذہ صرف دو ہفتوں میں اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ نتائج مرتب کرنے کے اس عمل میں کسی کی حق تلفی یا استحقاق سے زائد نمبر مل جانے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں اس لیے کہ تمام پرچوں پر فرضی رول نمبر درج ہوتے ہیں، اصل رول نمبر کا علم دفتر کے خاص عملہ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ ممتحن صاحب کو کسی طرح یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ وہ جس پرچہ کو دیکھ رہا ہے وہ کس طالب علم کا ہے۔ ''وفاق المدارس'' کا یہ نظام امتحانات ونتائج برسوں کی محنت، توجہ، تجربات وواقعات کے بعد اس قابلِ رشک حالت تک پہنچا ہے۔ وفاق المدارس کے اس نظام کو دیکھتے ہوئے اطمینان ویقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عصری تعلیم اداروں کے ذمہ دار، اگر وفاق المدارس کے نظمِ امتحان ونتائج کا ناقدانہ جائزہ لیں تو شاید کوئی معقول ترمیم تجویز نہ کر سکیں۔

ترتیب نتائج کا یہ پورا عمل وفاق المدارس کے قائدین اور اکابر علماء کی مسلسل نگرانی میں رہتا ہے۔ ''وفاق'' کی ''امتحانی کمیٹی''

کے جید علماء و مدرسین اور وفاق کے مقرر کردہ ممتحنین اعلیٰ کے علاوہ صدرِ وفاق شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم بنفسِ نفیس اس پر نظر رکھتے ہیں اور ہر سال موسم کی شدت کے باوجود گرد و گرما والے ملتان میں دو ہفتے قیام فرماتے ہیں۔ حضرت صدرِ وفاق کسی بھی وقت کسی جماعت کے کسی پرچے کو چیک کر سکتے ہیں، یہ احتمال تمام ممتحنین کو ہر وقت چوکس، بیدار اور مستعد رکھتا ہے، اس کے علاوہ اکابر وفاق بالخصوص حضرت صدرِ وفاق وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ہدایات دار شادات سے بھی نوازتے ہیں، اسی سلسلہ میں گزشتہ روز علماء و مدرسین کے اس اجتماع سے حضرت صدرِ وفاق نے خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں انہوں نے ابتداء چند کلمات سانحۂ لال مسجد کے بارے میں ارشاد فرمائے مگر مرکزی اور اساسی موضوع دینی مدارس میں اصلاح و تربیت اور صلاح و تقویٰ کے لحاظ سے تشویشناک صورتحال تھی۔ انہوں نے کہا "ہم مدارس میں طلبہ کی تمام ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ انہیں کتابیں، کھانا، رہائش اور لباس مفت فراہم کرتے ہیں۔ بالکل ناخواندہ افراد کو دس بارہ سال میں ایسا عمدہ عالم و مدرس بنا دیتے ہیں جو پرانے اساتذہ کے لیے بھی قابلِ رشک ہوتا ہے لیکن دینی تعلیم کی وجہ سے صلاح و تقویٰ کے جو آثار ان میں پیدا ہونے چاہیے تھے وہ نظر نہیں آتے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اب ایسے مصلح، متقی، باعمل اور صاحب کردار اساتذہ موجود نہیں جن کی نظر کیمیا اثر تھی۔ ان کی درسگاہ میں بیٹھنے والے طالب علم کی طرف ان کے تقویٰ کے اثرات و برکات منتقل ہوتی تھیں۔

میں نے عربی پڑھنے سے پہلے فارسی اور اردو کی تعلیم حاصل کی، تیرہ چودہ برس کی عمر تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں ہم سے زیادہ شریر کوئی نہیں تھا۔ والد صاحب کی سرزنش کے باوجود شرارتوں سے باز نہ آتے تھے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ جب ہم نے جلال آباد (انڈیا) میں مدرسہ میں داخلہ لیا تو پہلے دن ہی ہماری تمام شرارتیں ختم ہو گئیں، یہ ان باعمل اور صاحب کردار اساتذہ کا فیض تھا کہ 10، 12 طلبہ کی ہماری اس جماعت کے ہر طالب علم کی زندگی میں انقلاب آ گیا، زندگی کا رخ بدل گیا، زاویۂ نظر تبدیل ہو گیا، میں برملا اقرار کرتا ہوں کہ بے شک ہم اپنی کمزوری کی وجہ سے صالح اور متقی نہیں بن سکے لیکن ان اساتذہ کی صحبت کی برکت سے احساس زیاں ضرور پیدا ہوا۔ صلاح و تقویٰ کی عظمت و ضرورت ہمیشہ دل میں رہی اور اس احساس کی برکت سے ٹوٹے پھوٹے عمل کی توفیق بھی ملتی رہی۔ صلاح و تقویٰ کے نہ ہونے پر دل میں افسوس و قلق کا ہونا ان اساتذہ کے فیضِ صحبت کا ثمر ہے۔ افسوس کہ اب انحطاط کا یہ عالم ہے کہ اس محرومی پر افسوس تو کجا صلاح و تقویٰ کی تلقین کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ حال ہی میں ایک مدرسہ کے اصاغر نے اپنے اکابر کے خلاف جلوس نکالا۔ حکم عدولی کی، پریس کانفرنس بلائی۔ یہ دینی مدارس کے وہ طلبہ ہیں جو اساتذہ کے سامنے نگاہ اٹھانے کو بھی گناہ سمجھتے تھے۔ لیکن اب ان کے فکر و عمل میں اس قدر تفاوت آ چکا ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ ہماری قیمتی متاع ہیں، آپ ان کے معلم بھی ہیں اور مربی بھی، یعنی استاذ بھی ہیں اور روحانی باپ بھی۔ اگر باپ جھوٹ بولتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو تو اولاد کا مزاج وہی بنتا ہے۔ اگر آپ میں صلاح و تقویٰ اور ملت کا درد نہیں ہے تو آپ کے طالب علموں میں بھی نہیں ہوگا۔ یہ آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ یہ عالم، مفتی، قاری، مدرس، محدث اور مفسر بنتے ہیں، اس کے ساتھ ان میں تقویٰ کی شان بھی ہونی چاہیئے۔ ایک وقت تھا دارالعلوم دیوبند میں فراغت کی سند اس وقت تک نہیں دی جاتی تھی جب تک طالب علم کسی خانقاہ میں چھ ماہ رہ کر کسی شیخ کامل سے تزکیہ نہیں کراتا تھا، اب ہم خود غیر تربیت یافتہ ہیں تو دوسروں کی کیا تربیت کریں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کا مدرسہ بھی ہو اور خانقاہ بھی، آپ معلم بھی ہوں اور مربی بھی۔ میں آپ سے بلا تکلف عرض کرتا ہوں کہ اگر ہم نے موجودہ صورتحال کا ادراک نہ کیا اور اسے نہ بدلا تو دشمن اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ تبدیلی کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ ہمیں صلاح و تقویٰ سے محرومی پر افسوس و قلق ضرور ہو"۔ حضرت صدر وفاق کے ان ارشادات کی روشنی میں ہم سب کو اپنی فکر و عمل کا جائزہ لینا چاہیئے۔ ☆......☆......☆